احتشام الحق قاسمی
ریسرچ اسکالر شعبہ عربی
اے. ایم. یو. علی گڑھ

علماء دیوبند کے ملفوظات ادب کے آئینہ میں

علماء دیوبند نے جس طرح زندگی کے تمام عملی میدانوں میں ایک اعلیٰ اور امتیازی معیار کو پیش کیا، جو امت مسلمہ کیلئے ایک اہم نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے، اسی طرح انہوں نے علم و تحقیق، ادب وفن اور عقل ودانش کے تقریباً تمام میدانوں میں آخری افق تک پہنچنے کی کوشش کی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ان علماء میں سے کچھ اردو تالیفات اور کاوشیں عربی وفارسی کی زیادہ آمیزش کی وجہ سے جو وہاں کے اس وقت کے ماحول کی دین تھی عام فہم نہیں رہیں اور انکو صرف طبقہ علماء ہی سمجھ سکتا ہے۔ مگر وہیں بہت سے ایسے علماء بھی ہیں جنکی تالیفات وکاوشیں اور خاص طور پر ملفوظات نہایت ہی عام فہم اور آسان وسہل ہیں۔ انکے ملفوظات جہاں علمی، فکری، تحقیقی، تاریخی اور اصلاحی نکات سے پر ہیں وہیں وہ اردو زبان وادب میں ایک قابل قدر اضافہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں اصلاحی فکر اور معنویت سے قطع نظر اردو ادب کے تمام محاسن اور خوبیاں موجود ملتی ہیں۔ علماء دیوبند کی تعداد تو علمی کہکشاں ہے اور اس کے ستاروں کی عددی قوت حد سے زیادہ مگر ہم نے بطور نمائندہ صرف چھ علماء کے ملفوظات کا جائزہ لینے پر اکتفاء کیا ہے، وہ ہیں مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ، مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادیؒ اور مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہم اللہ۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ملفوظات مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کی کتاب تذکرۃ الرشید سے اخذ کیے گئے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ملفوظات عبدالحی فتح پوری کے مرتب کردہ ملفوظات "کلمۃ الحق از ملفوظات حکیم الامت" سے لیے گئے ہیں۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ملفوظات کا ماخذ نجم الدین اصلاحی صاحب کی کتاب سیرت شیخ الاسلام ہے۔ مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادیؒ کے ملفوظات مہربان علی بڑوتی کی کتاب معارف مسیح اللہ سے ماخوذ ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے ملفوظات ڈاکٹر تقی الدین ندوی نے صحبتے با اولیاء میں جمع کیے ہیں اور مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے ملفوظات فقیہ الامت سے اخذ کردہ ہیں۔

ہم نے اس مقالہ میں مختلف موضوعات کے تحت ان حضرات کے ملفوظات کو مشترکہ طور پر جمع کردیا ہے تاکہ ایک موضوع سے متعلق ان حضرات کی آراء کااندازہ ہوسکے اور ہر ایک کے الگ الگ اندازبیان اور اندازفکر سے استفادہ کے علاوہ یہ اندازہ کرسکیں کہ ان ملفوظات کی ادبی حیثیت کس معیار کی ہے۔

★ ★ ★ تصوف اور سلوک ★ ★ ★

علماء دیوبند نے ہندوستان میں تصوف کی صحیح تعلیم دینے میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔ انہوں نے تصوف کی نہ صرف صحیح تعلیم وتربیت دی بلکہ اس میں کم علم وخودغرض پر لوگوں کی وجہ سے شامل ہونے والی بہت ساری غیر اسلامی چیزوں کے خلاف اپنی تالیفات اور مواعظ وملفوظات کے ذریعہ سے ایک مستقل جنگ جاری رکھی۔ چند ملفوظات ملاحظہ ہوں:۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ بیعت کے بارے میں فرماتے ہیں:۔ مجھ کو بیعت کے بارے میں یہ شبہ ہوگیا ہے کہ کہیں فقہاء کے اس کلیہ میں داخل ہوکر قابل منع نہ ہوگئی ہو..... کہ مباح اور مندوب سے اگر مفاسد پیداہوں تووہ مباح مکروہ ہوجاتا ہے اور بیعت یامباح ہے یا مندوب اور مفاسد اس میں یہ ہیں کہ عوام اس کو نفع کی علت سمجھتے ہیں اور خواص گو علت نہ سمجھیں مگر یہ عقیدہ ضرور ہوتا ہے کہ شرط نفع ہے، حالانکہ وصول الی اللہ کیلئے نہ شرط ہے نہ علت

(ہنس کر فرمایا) ہاں وصول الی المبلغ کیلئے علت بھی ہے اور شرط بھی (۱)

موجودہ تقویٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔ آج کل تقویٰ صرف نفل پڑھ لینے اور پائجامہ اونچا کرلینے اور ڈاڑھی رکھ لینے میں ہی رہ گیا ہے، خلاصہ یہ کہ کچھ نفلیں اور کچھ نقلیں کرکے کافی سمجھا جاتا ہے۔ تقویٰ فی المال کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ حلال ہے یا حرام؟ گویا حرام صرف دال اور خشک روٹی ہی ہے، باقی سب چیزیں حلال ہیں۔ (ہنس کر فرمایا) اتنے لوگون نے حرام کو حلال کیا اور تنوتھری سے حلال کیا مگر پھر بھی حرام ہی رہا (۲)۔ فرمایا آج کل تو بزرگی یہ رہ گئی ہے کہ عقائددرست ہوں، داڑھی نیچی ہو، پائجامہ اونچا ہو، لوگ اس کو جنیدبغدادی سمجھنے لگتے ہیں، خواہ اعمال کیسے ہی ہوں جس سے وہ شترلغدادی بھی نہ ہو۔ (۳)۔

---

(۱). کلمۃ الحق ازملفوظات حکیم الامت: مرتب عبدالحق فتح پوری۔ کتب خانہ اشرفیہ جامع مسجد رہتی، ص ۱۳۰

(۲). کلمۃ الحق ازملفوظات حکیم الامت: مرتب عبدالحق فتح پوری۔ کتب خانہ اشرفیہ جامع مسجد رہتی، ص ۹

(۳) کلمۃ الحق: ص ۳۹

مولانا حسین احمد مدنیؒ متصوفین کے بارے میں فرماتے ہیں :۔ متصوفین پر کنٹرول کرنا اور ان کو قیود شرعیہ اور کتاب وسنت کے حدود میں مقید کر دینا ازبس ضروری ہے ورنہ عام مسلمانوں میں سخت گمراہی اور الحاد کے پھیل جانے کا قوی امکان ہے ۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ جوش اور عشق خداوندی اور غلبہ سکر میں صوفیہ سے ایسے ایسے افعال سرزد ہوجاتے ہیں جن کی شریعت کے احاطہ میں کوئی جگہ نہیں ہے اگر ان کی روک تھام نہ کی گئی تو انتہائی فتنوں کا سامنا ہوگا ۔ علماء کا فریضہ ہے کہ ظاہری شریعت کی مکمل حفاظت کریں (۴)۔

فرماتے ہیں :۔ وساوس اور خطرات کا دل میں پیدا ہونا ایمان کی علامت ہے اسلیے کہ چور اسی گھر میں جاتا ہے جسمیں کچھ اور حتی الوسع برے خیالات کے دفعیہ کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ (۵)۔

رشید احمد گنگوہیؒ کا ملفوظ ہے کہ آدمی کا کیا ہوا جو ضائع ہوتا ہے عامۃً اس کے اسباب تین ہوتے ہیں ۔ (۱). ناجنس کی صحبت (۲). ناموافق غذا (۳). معصیت کا صدور ۔ آپ دیکھ لیں ان میں سے جو بات ہو اس کی مکافات کی پوری کوشش کریں (۶)۔

مولانا مسیح اللہ خان صاحب مال اور اسکی محبت کے بارے میں فرماتے ہیں :۔ حب مال اور قلب کی مثال ایسی ہے جیسے کشتی اور پانی ۔ کہ پانی کشتی کیلئے مفید بھی ہے اور مضر بھی ۔ پانی نہ ہو تو چلے کیسے پھر اگر پانی کشتی کے باہر ہے تو کشتی بے خطرہ چلتی رہیگی اور اگر پانی کسی وجہ سے کشتی کے اندر داخل ہوتا رہیگا تو کشتی ڈوبتی رہیگی ۔ ٹھیک اسی طرح حب مال اگر دل کے باہر رہے تو قلب کیلئے مفید اور جتنی جتنی یہ محبت دل کے اندر آتی چلی جائیگی مضر بنتی چلی جائیگی یہاں تک کہ پورے قلب کو محبت دینا غرق کر ڈالے گی ۔ (۷)۔

مسیح اللہ خان صاحب کہتے ہیں :۔ تصوف تعصب کا نام نہیں جیسا کہ بعض کو وہم ہوگیا کہ تصوف تو تعصب سکھاتا ہے کیونکہ میل جول ختم کرایا جاتا ہے ۔ سو خوب سمجھ لیں جو اختلاط کی قلت ضرر سے بچنے کی خاطر ہو جیسا کہ سلوک کی ابتداء میں کرایا جاتا ہے تو وہ تعصب ہرگز نہیں، ناحق پر جمے رہنا تعصب کہلاتا ہے اور تصوف میں تو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا سکھایا جاتا ہے ۔ تصوف علم

---

(۴). سیرت شیخ الاسلام : مرتبہ نجم الدین اصلاحی . مکتبہ دینیہ دیوبند سہارنپور ۱۹۹۳ء ج ۲ : ص ۵۵۲

(۵). سیرت شیخ الاسلام : ص ۵۶۹

(۶). ملفوظات فقیہ الامت : مرتبہ مسعود احمد . مکتبہ محمودیہ میرٹھ : ۱۹۸۸ء جلد ۳ ، صفحہ ۳۹

(۷). معارف مسیح الامت : مرتبہ مہربان علی بڑوتی : مکتبہ طیبہ دیوبند : ۱۹۹۴ء : ص ۲۶ ۔

وعمل کی تکمیل سکھاتا ہے جو عالم صوفی نہیں حقیقت میں وہ عالم نہیں۔ (۸)۔

مفتی محمود حسن گنگوہیؒ سے افریقہ میں سوال کیا گیا کہ حضرت عالم میں فسادوبگاڑ کا کیا سبب ہے تو ارشاد فرمایا: جیسی غذا ہوگئی ویسے ہی اثرات پیدا ہوں گے، عموماً لوگوں کی نظر غذا پر نہیں۔ حلال ہے یا حرام ہے یا حلال سے مخلوط ہے۔ غذا حلال ہو تو انشاء اللہ بگاڑ نہ ہوگا۔ (۹)

مدارس طلبہ اور اساتذہ:۔

دینی مدارس ہم مسلمانوں کیلئے ایسے مضبوط قلعوں کی مانند ہیں جنکی فصیلوں کے احاطہ میں اسلامی علوم وفنون پھلتے اور پھولتے ہیں، خاص طور پر برصغیر پاک وہند میں اسلام کی بقاء میں ان مدارس ہی کا سب سے بڑا رول رہا ہے۔ علماء دیوبند کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ان مدارس اسلامیہ میں مکمل طور پر صحیح اصولوں پر عمل کیا جائے تاکہ ان کی افادیت باقی رہے۔ اس کیلئے انہوں نے مستقل طور پر ان مدارس کی کمزوریوں کی نشاندہی کی اور انکے تدارک کے طریقے بتائے۔

مولانا مسیح اللہ خان فرماتے ہیں:۔ دیکھو دنیا اللہ کی درسگاہ ہے۔ کیا اس درسگاہ میں حق تعالیٰ نے سب اولیاء ہی پیدا فرمائے، یا انبیاء کرام ہی پیدا فرمائے۔ صرف کامل العقل ہی پیدا فرمائے۔ نہیں بلکہ ہر قسم کے پیدا فرمائے کم عقل بھی کامل العقل بھی، مالدار بھی غریب بھی، حسین بھی اور خوبصورت بھی، بھائی جہاں پھلواری ہوتی ہے وہیں کانٹوں دار جھاڑیاں بھی ہوتی ہے۔ اسلیے مدرسہ میں ہر قسم کے طلبہ تیار ہونا خیر ہی کا باعث ہے۔ ورنہ اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو مدرسہ میں روٹی کے مستحق تو دوچار ہی ہوتے ہیں مگر ان دوچار کے طفیل میں روٹیاں کھلانی پڑتی ہے دو سو چار سو کو کہیں ایسا نہ ہوجائے کہ آپ انتخاب شروع کریں اور وہ چار بھی نکل جائیں (۱۰)

اسی موضوع پر حضرت حسین احمدمدنیؒ کا موضوع ہے:۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تعلیم ہی کا کارخانہ بنایا ہے "وعلم آدم الاسماء" اس آیت سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے مدرس اللہ تعالیٰ اور طالب علم حضرت آدم علیہ السلام ہیں (۱۱)۔

---

(۸). معارف مسیح الامت: صفحہ ۵۳

(۹). ملفوظات فقیہ الامت جلد: صفحہ ۵۳

(۱۰). معارف مسیح الامت: صفحہ ۴۲

(۱۱). سیرت شیخ الاسلام: جلد نمبر ۲، صفحہ ۵۶۸

چندہ کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ ہے :- میں چندہ کی تحریک کا مخالف نہیں ہوں مگر طریق کا مخالف ہوں ۔ میرے نزدیک اس کی تحریک رؤساء کریں ۔ مولوی نہ کریں ، کیونکہ رؤساء خود بھی دیتے ہیں اور انکی تحریک سے کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا اور مولوی چونکہ خود نہیں دیتے اس لئے شبہ ہوتا ہے کہ کھانے کے واسطے کر رہے ہیں (۱۲) اسی موضوع پر حضرت حسین احمد مدنیؒ کہتے ہیں : جن لوگوں کی آمدنی سب کی سب یا اکثر اور غالب حصہ حرام کا ہوگا اور یقیناً معلوم ہے تو ائمہ ومؤذنین وغیرہ کو انکی دی ہوئی تنخواہ یا کھانا جائز نہیں ہے ۔ اور اگر اکثر حصہ حلال ہے جو کہ حرام سے مخلوط ہوگیا ہے یا علم نہیں تو جائز ہے ۔ (۱۳) ۔

اسی موضوع پر مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کا ملفوظ ہے :- چندہ کا کام بڑی ذلت کا ہے ۔ عالم اور مولوی کی شان کے لائق نہیں ۔ مدرسہ چلانا مقصود بالذات نہیں رضاء الہیٰ اصل ہے ۔ اگر مدرسہ نہیں چلے گا یا اس میں کچھ خلل واقع ہوگا تو اس کے ذمہ دار بستی والے ہوں گے ۔ عالم کا کام تو چھوٹوں بڑوں کی تربیت کرنے کا ہے ۔ (۱۴)

مدارس میں جسمانی سزاؤں کے متعلق مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ملفوظ ہے :- میں نے اپنے مدرسہ کے معلموں کو بچوں کو مارنے سے منع کر دیا ہے ، کیونکہ یہ لوگ حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں اور شفاء غلظ کیلئے مارتے ہیں ۔ ایسے زدوکوب کی اگر ولی اجازت بھی دیدے تو بھی درست نہیں ۔ میں نے دو سزائیں مقرر کر رکھی ہیں ۔ ایک کان پکڑوانا .... دوسری اٹھنا بیٹھنا اسمیں دونوں اصلاحیں ہوجاتی ہیں ، جسمانی بھی کہ ورزش ہے ، نفسیاتی یعنی اخلاقی بھی کہ زجر ہوجاتا ہے (۱۵)

مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کا ارشاد ہے :- استاد کا طبہ کی اتنی پٹائی کرنا جس سے ہڈی نہ ٹوٹے جائز ہے ، اس لئے کہ استاذ کسی دشمنی کی وجہ سے نہیں مارتا وہ بچہ کی تربیت کرنے کی غرض سے پٹائی کرتا ہے ۔ مگر اس زمانے میں استاد کو چاہیئے کہ بالکل پٹائی نہ کرے ، ماں باپ بچوں کی شکایت سنتے ہیں اور اسی کو سچ اور صحیح سمجھتے ہیں ۔ استاد کچھ بھی وجہ بیان کرے اسے غلط ہی خیال کرتے ہیں ۔ اسلئے اب تو بالکل پٹائی کرنے کا زمانہ نہیں رہا ۔ ملاطفت اور نرمی سے پڑھانا چاہیئے ۔

---

(۱۲) کلمۃ الحق : ص ۱۲

(۱۳) سیرت شیخ الاسلام : جلد نمبر ۲ : صفحہ نمبر ۶۱۱

(۱۴) معارف مسیح الامت : صفحہ ۱۴۰

(۱۵) کلمۃ الحق : صفحہ نمبر ۸۶

شوق پیدا کرنا چاہئے۔ جتنا بھی بچے پڑھ لیں، علم گھول کر پلانا استاذ کا کام نہیں (۱۶)

اسی بارے میں مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا ملفوظ ہے :- استاذ طالب علم کو کسی قول و فعل سے خفا ہوکر اس کو درسگاہ سے نکال دیتا ہے۔ سبق نہیں پڑھاتا یہ اکثر ہیجان نفس کی وجہ سے ہوتا ہے اخلاص اور طالب علم کی اصلاح کیلئے بھی بہت کم ہوتا ہے۔ (۱۷)

اساتذہ کے فرائض کو مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ واضح فرماتے ہیں :- کل ایک مولوی صاحب آئے تھے، میں ان سے کہہ رہا تھا کہ مولوی صاحب تم آجاتے ہو کچھ بات ہم اپنی کہہ لیتے ہیں کچھ تمھاری سن لیتے ہیں۔ دیکھو پڑھنے والے بچوں سے کبھی کسی چیز کی فرمائش نہ کرنا کہ تم مکھن لاکردو۔ تم چھاچھ لاکردو۔ ارے فلاں تم دودھ لاؤ وغیرہ اس میں دین کا بھی نقصان ہے کہ بہت سے بچے تعلیم سے رہ جائیں گے، آنا ترک کردیں گے اور جو آئیں گے ان میں وہ غفلت نہ رہیگی اگر تم نے اس پر عمل کیا تو انشاء اللہ تعالیٰ تمھاری ہر جگہ جیت ہوگی۔ (۱۸)

طلبہ کے ساتھ عوام کے سلوک پر حضرت تھانویؒ کا ارشاد ہے :- طلبہ کو لوگ ذلیل سمجھتے ہیں، اس واسطے میں ان کو کسی کے گھر جانے نہیں دیتا مگر معلوم نہیں ان میں اس کے علاوہ کیا سبب ہے کہ یہ اللہ کی راہ میں لگ رہے اور یہ آیت پڑھی " مانقموا منھم الا ان یومنوا باللہ " (۱۹)

مزید فرماتے ہیں :- شروع شروع میں یہاں قصبہ کے لوگوں نے کہا کہ ہم طلبہ کو کھانا دیں گے، میں نے کہا جیسا مہمانوں کے پاس سینی میں بھیجتے ہو اگر اسی طرح یہاں لاکر دینا منظور ہو تو بہتر ورنہ منظور نہیں، چونکہ درخواست انکی طرف سے تھی اس واسطے ہم کو شرط لگانے کا حق تھا اگر درخواست ہماری طرف سے ہوتی تو ان کو شرط لگانے کا حق تھا۔ (۲۰)

شیطان کا طلبہ کو اپنے مقصد سے غافل کردینا :- مولانا زکریاؒ فرماتے ہیں کبھی کبھی شیطان آدمی کو غیر اہم چیزمیں مشغول کردیتا ہے۔ مطالعہ و تعلیم کے زمانے میں کثرت نوافل میں مشغول ہونا کوئی اچھی چیز نہیں۔ میرے چچاجان کے یہاں نفلوں کا غلبہ تھا اور والدصاحبؒ کے یہاں تعلیم کا غلبہ تھا

---

(۱۶). معارف مسیح الامت۔ صفحہ نمبر۱۶۷

(۱۷). ملفوظات فقیہ الامت۔ جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۴۳

(۱۸). معارف مسیح الامت۔ صفحہ نمبر۹۱

(۱۹). کلمۃ الحق۔ صفحہ نمبر۲۷

(۲۰). ایضاً ؛ صفحہ نمبر ۳۰۔۳۱۔

والدصاحبؒ گنگوہ میں میزان سے مشکوۃ تک تنہا مدرس تھے۔ طلبہ کی تعداد تقریباً (۸۰) تھی۔ بیسوں سبق خود پڑھاتے تھے، اوپر کی جماعت کے طلباء کو نیچے کے اسباق دے رکھے تھے۔ میرے بچپن کا قصہ ہے کہ اس نابکار کو بزرگی کا جوش ہوا اور مغرب کے بعد حضرت گنگوہی قدس سرہ کے حجرے کے ساتھ لمبی نفلوں کی نیت باندھ لی۔ اباجان نے ایک زور کا تھپڑ مارا اور فرمایا کہ سبق نہیں یاد کیا جاتا۔ اس وقت تو مجھے بہت غصہ آیا کہ خود تو پڑھی نہیں جاتی دوسروں کو بھی پڑھانے نہیں دیتے۔ مگر جلد ہی سمجھ میں آگیا کہ بات صحیح تھی اور وہ نفلیں بھی شیطانی حربہ علم سے روکنے کیلئے تھا (۲۱)

طلبہ کی شعر گوئی کے ایک تذکرے پر مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے فرمایا:۔

اثر جب طالبان علم پر ہوتا ہے شیطاں کا
خیال شاعری میں وقت کو برباد کرتے ہیں

پھر فرمایا کہ شعر گوئی کوئی کمال نہیں اسی لئے حضور اقدس ؐ کو عطا نہیں کی گئی ارشاد خداوندی ہے:

"وما علمناہ الشعر" (۲۲)

رسوم وبدایات:۔ علماء دیوبند کی بدعات ورسوم کے خلاف جنگ ہم سے مخفی نہیں۔ اس ضمن میں چند ملفوظات ملاحظہ ہوں:

عرس وسماع پر شیخ زکریاؒ کا ملفوظ ہے:۔ سماع وعروس کی ابتداء صحیح تھی مگر بعد میں اس میں بہت سی بدعات گھس آئیں۔ اس لئے علماء ومفتیوں کو بدعت وناجائز کہنا پڑا...... عرس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ شیخ کی وفات کے بعد ان کے خلفاء وارادتمند سال میں ایک دن تعارف وملاقات وحلقۂ اثر بڑھانے کیلئے جمع ہوتے تھے..... بہرحال ابتداء میں یہ چیز اچھی تھی مگر بالآخر رسومات نے ان کو بدعت بنادیا۔ (۲۳)

مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں:۔ میں تو احباب سے کہا کرتا ہوں کہ بدعت کو مٹانے کیلئے بدعت سے مت روکو۔ پیرجیوں کو جو بدعت میں سے آمدنی ہوتی ہے اس سے روک دو۔ یعنی ان رسوم میں انہیں کچھ مت دو اس سے بدعت خود بخود رک جائیگی۔ (۲۴)۔

مولانا حسین احمد مدنیؒ کا ارشاد ہے:۔ رسوم وبدعات کے سلسلہ میں اچھا یہی معلوم ہوتا ہے کہ احباب واعزہ کو مطلع کردیا جائے۔ خواہ لوگ متکبر کہیں یا متواضع ہاں ان کے ساتھ میل جول

(۲۱). صحبتے باا ولیاء: مرتبہ ڈاکٹر مولانا تقی الدین ندوی: دارالتالیف والتصنیف جامعہ اسلامیہ مظفر پور اعظمگڑھ: ص ۱۴۰

(۲۲). ملفوظات فقیہ الامت: جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۴۴ (۲۳). صحبتے باا ولیاء: ص ۱۳۳ (۲۴). کلمۃ الحق: ص ۱۳۳

محبت اور خوش خلقی میں کمی نہ کی جائے۔ مگر اینکہ رشتہ داروں کے طعنے اور بدزبانی پر زیادہ تحمل کریں اور جہاں تک ممکن ہو قطع علائق اور سخت گوئی کو پاس نہ آنے دیں۔
ان کے مطاعن کو عفو کی نظر سے دیکھیں (۲۵)

★ ★ ★ جہاد آزادی اور اسلامی حکومت کیلئے مساعی ★ ★ ★

اس ضمن میں چند ملفوظات پیش ہیں:

مسیح اللہ خان صاحب فرماتے ہیں:۔ ایک ہے حکومت اور ایک ہے حکمت۔ حکومت اوپر ہے اور حکمت نیچے، حکمت گہری اور باطنی چیز ہے اور اس کا درجہ بلند اور اونچا ہے۔ حکومت ظاہری چیز ہے اس کا درجہ گھٹیا اور کم ہے۔ بلاحکمت کے حکومت نہیں کرسکتا..... جس حاکم کو حکمت نہ آتی ہو اس کی حکومت چلی گئی ختم ہوگئی۔ آج کل علماء کی اصطلاح میں حکمت کو جوکہ شریعت کی اصطلاح ہے سیاست کہتے ہیں یہ بھی شریعت کا ایک عظیم الشان اور اہم چیز ہے، جس کو آج کی دنیا کے لوگ دین سے خارج سمجھتے ہیں، حالانکہ مرشدی ومولائی کا ہی فرمان ہے کہ وہ دین نہیں جس میں سیاست نہیں اور وہ سیاست نہیں جو دین کے تحت نہیں (۲۶)

مولانا حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں: جہاد تلوار سے ہی نہیں ہوتا بلکہ جہاد کے متعدد ذرائع ہیں یہ مذہبی جلسے بھی کفر کے خلاف جہاد ہیں (۲۷) مزید فرماتے ہیں: آزادی انسان کا پیدائشی حق ہے اس لئے انسان کو اس کے حصول کیلئے کوشش کرنا ضروری ہے اگر کوئی چیونٹی بن کر محض دشمن کے کاٹ ہی سکتا ہے تو اسے ضرور کاٹنا چاہئے۔ (۲۸) انہی کا ملفوظ ہے:۔ فریضہ جہاد ادا کرنے اور اس کے عمل میں لانے کیلئے کسی قسم کے ہتھیار اور خاص طریقہ جنگ کی قید نہیں ہے، بلکہ ہر وہ عمل اور ہر وہ ہتھیار جو کہ دشمن کو زک پہنچا سکے اور اقتدار اور شوکت میں ضرر رساں ہو وہ اختیار کرنا لازم اور واجب ہے۔ (۲۹)

مزید کہتے ہیں:۔ مکمل آزادی اسلام اور مسلمانوں کے مطمح نظر ہونا چاہئے قواعد شرعیہ کی بناء پر اگر مسلمان اس سے غافل ہوئے تو عنداللہ ماخوذ ہوجانے کے مستحق ہوں گے۔ مسلمانوں پر حسب طاقت ضروری ہے کہ اس راہ میں گامزن رہیں۔ ہماری جبتک جان میں جان ہے اپنی طاقت کے موافق آزادی کیلئے سعی کریں گے خواہ کوئی ہمارا ساتھ دے یا نہ دے اللہ ہمارا ولی ہے(۳۰)

---

(۲۵). سیرت شیخ الاسلام: جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۵۹۵ (۲۶). معارف مسیح الامت: صفحہ نمبر ۱۷۴

(۲۷). سیرت شیخ الاسلام: جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۵۶۵ (۲۸). سیرت شیخ الاسلام: جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۵۶۵

(۲۹). ایضاً: ایضاً، صفحہ نمبر ۵۶۵ (۳۰). ایضاً: ایضاً: صفحہ نمبر ۵۶۶

★★★ اصلاح معاشرہ ★★★

اللہ تعالیٰ نے ان علماء کے علم وتقویٰ اور دن رات کی قربانیوں کے بدلہ انکو ایسی قبولیت بخشی تھی کہ دن رات معتقدین کا ہجوم انکے آگے پیچھے پروانوں کی طرح موجود رہتا ہے اور اس طرح ان علماء سے لوگوں کی قربت اور دن رات انکے ملفوظات ومواعظ کا سننا معاشرے میں اصلاح اور اسلامی روح کے پیدا کرنے کا باعث ہوتا۔ مندرجہ ذیل ملفوظات سے اسکا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کا ملفوظ ہے کہ آدمی کو یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ دوسرے ہمارے ساتھ کیا سلوک کررہے ہیں بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ مجھے شریعت عرف عقل وقرابت کے اعتبار سے کیا معاملہ کرنا چاہئے۔

بدی رابدی سہل باشد جزاء اگر مردی احسن الی من اساء (۳۱)

مولانا مسیح اللہ خان صاحب کہتے ہیں:۔ خلاف طبع بات کا پیش آنا تو سب ہی کو ہوتا ہے مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ دوستی بھی ختم محبت بھی ختم سالہا سال کے تعلقات بھی ختم یہ تو پوری حیوانیت ہوگی۔ تم نے کتوں کو دیکھا ہوگا کہ ابھی ابھی کھلاری کررہے تھے۔ پیار کررہے تھے اور جہاں کسی نے ہڈی ڈالی بس فوراً ہی ایک دوسرے کے دشمن ہوجاتے ہیں۔ لہذا اگر انسان میں بھی تحمل نہیں ہے تو وہ انسان کی شکل میں تو ضرور ہے مگر اپنی صفات سے حیوانوں میں ملحق ہوگیا (۳۲)

مولانا مسیح اللہ صاحبؒ ہی کا ملفوظ ہے:۔ عالم کی تمام موجودات کا ادب کرنا چاہئے، موجودات میں تمام انواع، اجناس داخل ہیں۔ ادب کہتے ہیں ہر ہر چیز کے حق کی ایسی رعایت رکھنا جس سے اس کو راحت وآرام پہنچے اس شئی کا ضرر اور نقصان نہ ہو محض تعظیماً کھڑے ہوجانا یا جھک کر سامنے بیٹھ جانا وغیرہ ادب نہیں۔ دل میں عظمت ہو جو ارح میں اطاعت ہو یہ ادب ہے۔ اگر کسی بزرگ کو دست بوسی سے تکلیف ہوتی ہو تو ان کی دست بوسی کرنا سخت بے ادبی ہے (۳۳)

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ لوگ مجھ کو تکلیف دیتے ہیں اور میں اپنی تکلیف کا اظہار کرتا ہوں تو مجھ کو کہتے ہیں کہ بداخلاق ہے۔ کیا تو تکلیف دینا بد خلقی نہیں مگر اسکا اظہار بداخلاقی ہے۔ یہ تو ایسا ہوا کہ کسی کو سوتی چبھورے اور وہ چلائے تو کہنے لگے کہ بد خلقی سے کیوں چلاتا ہے (۳۴)

---

(۳۱) صحبتے با اولیاء: صفحہ نمبر ۹۳ (۳۲) معارف مسیح الامت: صفحہ ۱۸۸ (۳۳) معارف مسیح الامت: ص ۱۴۹
(۳۴) کلمۃ الحق: صفحہ نمبر ۹

حضرت حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں :- محبت اور مودت کے معنی یہ نہیں کہ میرے عیوب سے چشم پوشی کریں بلکہ یہ لازم ہے کہ مجھ کو میرے عیوب پر اور میری کمزوریوں پر متنبہ فرماتے رہیں (۳۵) ۔ مزید فرماتے ہیں :- اگر ہمسایہ قومیں ہم سے نفرت کریں تو ہم کو ان سے نفرت نہ کرنا چاہئے ...... اگر وہ ہم سے چھوت چھات کریں تو ہم کو ایسا نہ کرنا چاہئے ۔ وہ ہم سے ظالمانہ برتاؤ کریں ہم کو ان کے ساتھ ظالمانہ اور غیر منصفانہ برتاؤ نہ کرنا چاہئے ۔ اسلام پدر شفیق ہے ، اسلام مادر مہربان ہے ، اسلام ناصح خیرخواہ ہے ۔ اسلام جالب اقوام ہے اسلام ہمدرد بنی نوع انسان ہے ، اس لئے غیروں سے " جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا " پر کاربند ہونا شایان شان نہیں (۳۶)

انہی کا ملفوظ ہے :- آدمی کی بھلائی صرف سننے دیکھنے اور خط وکتابت ، تقریر وتحریر سے نہیں معلوم ہوتی ، بلکہ اس کے پاس رہنے معاملات کے غائرانہ نظر سے جانچنے ۔ اس کے ساتھ معاملات کرنے ، سفر وحضر میں رہنے سے مدتوں میں پتہ چلتا ہے ۔ (۳۷)

★ مختلف شخصیات کے بارے میں آراء ★

علماء دیوبند کا یہ خاص شیوہ رہا ہے کہ کسی بھی شخصیت پر رائے زنی سے قبل مکمل تحقیق کرلی گئی ہو اور اسمیں اعتدال کے دامن کو نہ چھوڑا جائے ۔ اس ضمن میں چند ملفوظات پیش ہیں ۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا ملفوظ ہے :- شاہ ناک جنکو سکھ لوگ بہت مانتے ہیں ۔ حضرت بابا فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں ، چونکہ اہل جذب سے تھے اس وجہ سے انکی حالت مشتبہ ہوگئی ، مسلمانوں نے کچھ اس طرف توجہ نہ کی ۔ سکھ اور دوسری قومیں کشف وکرامات دیکھ کر ان کو ماننے لگے (۳۸)

مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے سامنے حضرت معاویہؓ کے بارے میں ذکر کیا گیا کہ بعض لوگ ان کو برا کہتے ہیں تو ارشاد فرمایا : حضور اکرمؐ کی دعا تو مقبول ہے ؟ انکے حق میں حضرت نبی کریمؐ کی دعا ہے " اللھم اجعلہ ھادیاو مھدیاواھدبہ " یعنی اے اللہ معاویہؓ کو ہادی و مھدی بنا اور انکے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے (کذافی مشکوۃ ج ۲ ص ۵۷۹) پھر تاریخ کی رطب ویابس روایات کی بنا پر

---

(۳۵) سیرت شیخ الاسلام ، جلد نمبر ۲ ، صفحہ ۵۹۱

(۳۶) سیرت شیخ الاسلام : جلد نمبر ۲ ، صفحہ ۵۹۵

(۳۷) سیرت شیخ الاسلام : جلد نمبر ۲ ، صفحہ ۶۲۶

(۳۸) تذکرہ الرشید : مولانا عاشق الہیٰ میرٹھی مکتبہ خلیلیہ متصل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور : ج ۲ ، ص ۲۲۲

ان کو برا کہنے کی جرات کیسے کی جاسکتی ہے۔ علامہ ابن حجر مکی نے ہمایوں بادشاہ کی درخواست پر حضرت معاویہؓ کے مناقب میں مستقل کتاب تصنیف فرمائی جس کا ترجمہ لکھنؤ میں ہوا۔ اس کا نام ہے "تطہیر الجنان واللسان عن مثالب معاویہؓ بن ابی سفیان" (۳۹)

طنزومزاح :۔

طنزومزاح ادب کی ایک مستقل صفت ہے۔ ویسے تقریباً سبھی علماء کے پاس اسکی کچھ نہ کچھ باوقار شکلیں ملتی ہیں مگر مولانا اشرف علی تھانویؒ کے یہاں مزاح وظرافت اور حاضر جوابی کی جھلکیاں زیادہ نظر آتی ہیں۔

ایک ارشاد تھانویؒ ہے :۔ شورش کے زمانے میں مظفر نگر میں ایک ہندو نے لکچر دیا کہا ہم کامیاب اس وقت ہوسکتے ہیں جب ہم میں اتفاق ہو اور اس پر مضحکہ آمیز نکتہ گڑھا۔ کہا جانتے ہو ہم کا کیا مطلب ہے۔ دیکھو لفظ ہم میں دو حرف ہیں ایک (ہ) اس سے مراد ہندو دوسرا (م) اس سے مراد مسلم تو ہا سے مراد ہندو اور (م) سے مراد مسلم ہوئے۔ جاہل لوگ بہت خوش تھے کہ کیا نکتہ ہے؟ پھر کہا ہندو بھائی برا نہ مانیں کہ (م) سے مراد مسلمانوں کو کہا اور (م) لانبی ہے تو مسلمانوں کو بڑھا دیا، بھائی (م) اس وجہ سے لانبی ہے کہ مسلمان دور سے آئے ہیں یعنی ملک عرب سے یہ طول مسافت کا ہے اور ہندو اسی ملک کے باشندے ہیں۔ فرمایا اگر کوئی مسلمان یہ سوال کرتا کہ وہ (م) کے سر پر کیوں چڑھا دیا تو کیا جواب دیتا۔ یہ سب خرافات بکواس ہوا کرتی تھی۔ (۴۰)

ایک بار فرمایا :۔ ایک شخص نے کارڈ میں ایک طویل مسئلہ پوچھا ہے اور دفع دخل کیلئے لکھتے ہیں کہ یہ تکلیف کی بات تو ہے مگر رنجیدہ نہ ہونا، میں نے لکھ دیا ہے۔ ایسے جواب کے واسطے لفافہ آنا چاہئے۔ اور یہ نصیحت کی بات تو ہے رنجیدہ نہ ہونا (۴۱)

علماء دیوبند کے اس ملفوظات کے سرسری مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے ملفوظات کا بنیادی مقصد عوام کی اصلاح تھا۔ اور انہوں نے اپنی بات کو سمجھانے کیلئے سب سے بہتر ذریعہ یعنی ادب کو استعمال کیا۔ چنانچہ ان کے ملفوظات میں اردو زبان کی بہت سے ضرب المثال کہاوتیں، تشبیہات وتمثیلات اور تلمیحات کا استعمال بہت ہی اچھے انداز میں نظر آتا ہے۔

---

(۳۹) ملفوظات فقیہ الامت، ص ۳۰

(۴۰) کلمۃ الحق، صفحہ نمبر ۳۹۔۴۰

(۴۱) ایضاً صفحہ نمبر ۱۴۸

ان کا اندازبیاں منطقی اور استدلالی ہوتا ہے ، جس میں کتاب وسنت اور اقوال صحابہ وتابعین سے بکثرت استدلال نظر آتا ہے ۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی بات کو سامع کے دل ودماغ تک بہت ہی مؤثر انداز میں پہنچانے پر قادر تھے ۔ قابل لحاظ بات یہ ہے کہ ان ملفوظات میں زبان وبیان کی شیرینی اور لطافت کے ساتھ ساتھ جو بے ساختگی اور روانی پائی جاتی تھی وہ فطری طور پر انہیں علمی تصنیفات اور عام تحریرات سے ممتاز کرتی ہے ۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بعض بعض ملفوظات ادبی شہ پارے ہیں اور انکی اکثریت بھی ادبیت سے عاری نہیں ، بلکہ وہ اپنی ایک منفرد اور اعلیٰ حیثیت رکھتے ہیں ۔ یہ ملفوظات معاشرہ کی اصلاح کرنے ، عوام میں جذبہ عمل اور صحیح فکر اسلامی پیدا کرنے ، ان کی خوابیدہ روح کو بیدار کرنے اور مختلف مسائل کا حل پیش کرنے میں قرآن وسنت کے بعد ایک زبردست ذریعہ کا درجہ رکھتے ہیں ۔ مجموعی طور سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ علماء دیوبند انسانوں کو ان کے رب غفور کے حضور شکرگزار بندوں کی مانند حاضر کرتے ہیں اور ان کو رحمت الٰہیٰ کی سعادت سے بہرہ مند کرنے میں مؤثر کردار ادا کرتے ہیں ۔ ✱

(بقیہ صفحہ 19 سے)

ذکر تھا.... تو اس کے بارے میں سوچ رکھنے والا کون ہے....؟ قائداعظمؒ اسلام کے اصولوں کی برتری چاہتے تھے اور وہ قرآن وسنت پر مبنی نظام چاہتے تھے.... تو کون ہے جو صحیح معنوں میں ان کا جانشین بنے اور اس ملک کو حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بنائے....؟ کون ان کے افکار کا محافظ ہے اور ان کی تمناؤں کو بروئے کار لانے والا ہے....؟ کون ہے جو روٹی، کپڑے اور مکان کے مسئلے کو اسلام کے عادلانہ اصولوں کے مطابق حل کرنے کے بارے میں سوچے گا....؟ کون ہے جو عدل وانصاف کے مسئلے کو حل کرے گا؟

سردست مجھے نظر نہیں آتا کہ مسلم لیگ کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب ہے ۔ اس کے نتیجے میں یہ پریشان کن صورتحال پیدا ہوگئی ہے کہ ملک موجود ہے، ملک کو معرض وجود میں لانے کا دعویٰ رکھنے والی جماعت مسلم لیگ موجود ہے، اقتدار پر بھی اس کا قبضہ ہے، لیکن وہ اس نظریے سے محروم ہوچکی ہے جس کے لیے یہ ملک بنا تھا ۔ مسلم لیگ ملک کو نظریے کے بغیر چلارہی ہے ۔ اس طرح بہت بڑا خلا واقع ہوچکا ہے ۔ ایک طرف مسلم لیگ ہے جو نظریہ پاکستان کی نمائندگی نہیں کررہی ہے ۔ دوسری طرف نہرو کی سوچ کے مطابق سامراج کے ردعمل میں جو جماعت بنی تھی اس کا بھی سورج غروب ہورہا ہے ۔ نصف صدی گزر جانے کے باوجود نظریہ پاکستان آج بھی پاکستان میں یتیم ویسیر ہے، اس کا پرسان حال کوئی نہیں ۔ اس وقت اس کو شدید سرپرستی کی ضرورت ہے ۔ تو کیا ایسی سیاسی قوت وجود میں لائی جاسکتی ہے، جو موجودہ حالات میں پاکستان کے نظریے کی محافظ اور قائداعظم کے نصب العین کے بارے میں یکسو ہو....؟ ۔